نظام المدارس پاکستان کے نصاب کے عین مطابق

# تغیر زمان سے اجتہادی احکام

سوالاً جواباً


مرتب

مفتی شہزاد احمد سجاد صاحب

پرنسپل جامعہ حسینیہ

# تغیرِ زمان سے اجتہادی احکام

# میں

# تبدیلی اور رعایت


مصنف۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری

مرتب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مفتی شہزاد احمد سجاد (پرنسپل جامعہ حسینیہ)

معاون۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حافظ احمد بشیر (متعلم جامعہ حسینیہ)



ناشر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جامعہ حسینیہ، غوثیہ کالونی علی پور چٹھہ



0303-0626802

Muftishahzad9@gmail.com

0326-4743100

Ahmadbashirrr789@gmail.com

# تعارفِ کتاب

کتاب **تغیرِ زمان سے اجتہادی احکام میں تبدیلی اور رعایت** نظام المدارس پاکستان کے درجہ خامسہ کے نصاب میں شامل ہے جس کے مصنف **شیخ الاسلام ڈاکٹر محمد طاہر القادری** ہیں۔ یہ کتاب **تغیر الاحکام بتغیر الزمان والاحوال** کے قاعدے پر لکھی گئی ایک بہترین کتاب ہے جس میں احوال اور زمانہ کے بدل جانے سے احکام میں واقع ہونے والی تبدیلی اور اسلام کے جمود کے اسباب کی وضاحت نہایت بہترین الفاظ میں کی گئی ہے۔

ہم نے نصاب میں شامل کتاب ہذا کے تمام تر نقاط کو انتہائی آسان فہم، جامع اور خوبصورت انداز میں مرتب کیا ہے جو کہ قارئین اور خصوصاً طلبہ کے لیے انتہائی مفید ثابت ہو گا۔

اللہ عزوجل ہماری اس کاوش کو قبول فرمائے۔ آمین!

جامعہ حسینیہ، غوثیہ کالونی علی پور چٹھہ

# تغیر زمان سے اجتہادی احکام میں تبدیلی اور رعایت (سوالاً جواباً)

## سوال نمبر 1:۔قرآن مجید کا بنیادی موضوع کیا ہے؟

قرآن مجید کا بنیادی موضوع انسان ہے۔اس کی تمام تر تعلیمات فلاح انسان کے گرد گھومتی ہیں۔

## سوال نمبر 2:۔احکام شرع کی وسعت اور ابدیت کے متعلق شارع نے کیا فرمایا؟

احکام شرح کی ہمہ گیریت، لچک، وسعت، تغیر اور ابدیت و آفاقیت کے بارے میں شارع کا فرمان ہے:

اَلْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا

ترجمہ: آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت ردی اور تمہارے لیے اسلام کو (بطور) دین (یعنی عمل پوری نظام حیات کی حیثیت سے) پسند کر لیا۔

## سوال نمبر 3:۔آیت اکمال دین میں استنباط احکام کے کتنے بنیادی اصول بیان کیے گئے ہیں؟

آیت اکمال دین میں اللہ رب العزت نے استنباط احکام کے تین بنیادی اصول و قاعدے بیان کی فرمائی ہیں جنہیں دین کے تین حصے یا جہتیں بھی کہا جا سکتا ہے۔ذیل میں اس آیت کریمہ کے ان تین حصوں یا جہتوں کی وضاحت درج کی جارہی ہے:

### i:الیوم اکملت لکم دینکم:۔

آیت کے اس پہلے حصے میں دین کا ایک پہلو بیان ہوا ہے جس میں اللہ رب العزت نے دین کی تکمیل کا پیغام دیا ہے سوال پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ دین قیامت تک انے والے لوگوں کی رہنمائی کے لیے ہے تو پھر اس آیت کے نزول کے وقت تکمیل دین سے کیا مراد ہے؟ مذکورہ سوال کے تناظر میں اگر ہم تکمیل دین کا معنیٰ نزول آیت کا وقت لیں تو اس سے ایک طرف احوال و ظروف زندگی میں تحرک و تغیر کے بجائے جمود کا ثبوت ملے گا اور دوسری طرف دین کی آفاقیت و ابدیت بھی متاثر ہوگی عملی صورت میں انسانی زندگی متحرک وار تقاپذیر ہے ہر دور کی انسانی زندگی کے تحرک و تغیر کے ساتھ اگر احکام شرع میں تب بھی تغیر و تبدل نہ ہوا تو دین ہر زمانے میں اکملت لکم دینکم کا آئینہ دار نہیں رہے گا گویا بدلتے حالات کے ساتھ احکام کا بدلنا ہی دین میں تکمیل کے پہلو کو اجاگر کرتا ہے۔

### ii:واتممت علیکم نعمتی:۔

آیت کریمہ کا دوسرا حصہ دین کا دوسرا پہلو واضح کرتا ہے۔اس حصہ میں اللہ رب العزت نے واضح فرمادیا ہے کہ انسانیت پر اس کا سب سے بڑا احسان یہ ہے کہ اُس نے ہمیں دین جیسی عظیم نعمت بطورِ دستور حیات عطا کی ہے اور انسانی معاشرے کے لیے دین سے بڑھ کر کوئی عظیم نعمت نہیں ہو سکتی۔اگر دُنیا کے کسی علاقے، ملک یا زمانے کے بدلتے حالات میں عامۃ الناس احکام دین سے مستفید نہ ہو سکیں تو ایسی صورتِ حال میں دین اُن کے لئے نعمت نہیں ہو سکتا۔اگر دین ہر زمانے کے لیے نعمت ہے تو اس کا واضح مطلب یہ ہے کہ انسانی زندگی ہر زمانے میں دین سے یکساں مستفید ہوتی رہے دین ایک دائمی نعمت تبھی بنے گا جب وہ ہر زمانے اور ہر قسم کے حالات و واقعات میں اپنے ماننے والوں کی نہ صرف رہنمائی کرے بلکہ انہیں عمل کرنے کے لیے آسانیاں بھی عطا فرمائے۔

### iii: وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا:۔

آیت مبارکہ کا یہ حصہ دین کا تیسرا پہلو بیان کرتا ہے۔اس حصے میں ضمیر (لَكُمُ) کے تعین سے دین کی آفاقیت وابدیت متعین ہو جاتی ہے۔ اگر(لَكُمُ) کا مخاطب نزول آیت کے زمانے کے لوگ یا معاشرہ یعنی صحابہ کرام پیچھے کو لیا جائے، تو اس صورت میں دین کے جمود کا تصور ابھرتا ہے کہ شاید یہ اُسی دور کے لوگوں کے لیے بطورِ دین پسند کیا گیا ہے۔حالانکہ یہ بات درست نہیں۔اس لیے کہ (لَكُمُ) کا مخاطب صرف صحابہ کرام ہی نہیں بلکہ قیامت تک کا انسانی معاشرہ ہے۔ لہذا اس حصہ آیت کا واضح مطلب یہ ہے کہ قیامت تک کے انسانی معاشرہ کے لئے دین کو بطور نظام زندگی چن لیا گیا ہے۔وہ دین اللہ کا منتخب نظام زندگی نہیں بن سکتا جو ہر دور کی بدلتی ضروریات کی کفالت نہ کر سکے۔ لہذا اس آیت کے ان تینوں پہلوؤں سے واضح ہوتا ہے کہ احکام شرع میں بدلتے زمانے، احوال، عادات اور ظروف سے عہدہ برآ ہونے کی صلاحیت بدرجہ اتم موجود ہے۔

## سوال نمبر 4:۔دین میں آسانی کے پہلو کی مدحت پر قرآنی دلائل پیش کریں۔

دین اسلام میں بدلتے زمانے اور تغیر احوال کے پیش نظر ہر چیلنج کا مقابلہ کرنے اور ہر مسئلہ کے حل کی صلاحیت کے موجود ہونے کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس کے جملہ پہلوؤں اور تعلیمات کے اندر اللہ تعالی نے آسانی وسہولت کو مقدم رکھا ہے۔ حتی کہ متعدد آیات قرآنیہ میں اللہ تعالی نے یسر (آسانی) کو پسندیدہ اور ترجیحی انداز میں بیان فرمایا ہے۔اس اسلوب سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالی نے دین میں آسانی اور وسعت کے پہلو کو پسندیدہ محل میں ذکر فرما کر اسے نرم اور مطابقت اختیار کرنے والا ہم آہنگ دین بنایا ہے اور دوسری طرف اس سے تنگی کا ذکر ناپسندیدہ محل میں کر کے دین کو جمود سے نکالا ہے۔ارشاد فرمایا:

يُرِيدُ اللَّهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ الْعُسْرَ

ترجمہ: اللہ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور تمہارے لیے دشواری نہیں چاہتا۔

اس آیت میں یسر (آسانی) کا ذکر، محل مدحت میں، جب کہ عسر (تنگی) کا ذکر محل مذمت میں کیا گیا ہے۔دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَإِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا

ترجمہ: سو بے شک ہر دشواری کے ساتھ آسانی آتی ہے یقیناً اس دشواری کے ساتھ بھی آسانی ہے۔

گویا انسان کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے کہ تنگی سے پریشان نہیں ہونا ان شاء اللہ بہت جلد آسانی بھی ائے گی اگر دین میں لچک ہو گی اور بدلتے حالات کے ساتھ ہم آہنگی پائی جائے گی تو دین پر عمل کرنا آسان ہو گا اور اگر لچک نہیں ہو گی تو سختی ہو گی آسانی ہمیشہ لچک متبادل اور گنجائش مانگتی ہے اس لیے فرمایا گیا کہ اللہ تعالی تمہارے لیے وسعت لچک گنجائش اور آسانی کا ارادہ رکھتا ہے۔دین میں آسانی کے باب کو بیان کرتے ہوئے اللہ تعالی نے ایک اور مقام پر فرمایا:

يُرِيدُ اللَّهُ أَن يُخَفِّفَ عَنكُمْ وَخُلِقَ الْإِنسَانُ ضَعِيفًا

ترجمہ: اللہ چاہتا ہے کہ تم سے بوجھ ہلکا کر دے، اور انسان کمزور پیدا کیا گیا ہے۔

## سوال نمبر 5:۔دین میں آسانی ہونے کے متعلق احادیث سے مدلل جواب دیں۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی حیات ظاہری میں بدلتے حالات اور لوگوں کی عرف وعادت کے مطابق قوانین میں تبدیلی کے ذریعے امت

کی راہ نمائی فرمائی ہے۔ دین میں آسانی کے اس پہلو کا جب آقا ﷺ کی عملی حیاتِ طیبہ کی روشنی میں مطالعہ کرتے ہیں، تو آپ ﷺ کے تشریعی اختیارات میں شرعی قوانین سازی کا یہ بنیادی اصول واضح نظر آتا ہے۔

آقا ﷺ کے سامنے جب ایک ہی کام سے متعلق دو احکام آتے تو آپ ﷺ اُن دو میں سے آسان راہ اختیار فرماتے۔ گویا آپ نے دو میں سے اپنی زندگی میں آسان عمل اختیار کر کے دین میں لچک اور نرمی کا اصول مہیا کر دیا تاکہ امت کو سنت نبوی سے دین کی روح کا فہم حاصل ہو سکے۔

حضرت عائشہ صدیقہ بیان کرتی ہیں:

مَا خُيِّرَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ بَيْنَ أَمْرَيْنِ إِلَّا أَخَذَ أَيْسَرَهُمَا مَا لَمْ يَكُنْ إِثْمًا

ترجمہ: جب بھی رسول اللہ ﷺ کو دو کاموں میں سے ایک کو اختیار کرنے کی اجازت ملی تو آپ ﷺ نے آسان کو اختیار فرمایا، جبکہ اس میں گناہ نہ ہو۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ دین کی اساس یسر (آسانی) پر ہے، عسر (تنگی) پر نہیں۔

حضرت انس بن مالک روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ جب بھی کسی صحابی کو گورنر، مفتی، قاضی یا سپہ سالار بنا کر دوسرے علاقوں کی طرف روانہ کرتے تو فرماتے:

يَسِّرُوا وَلَا تُعَسِّرُوا، وَبَشِّرُوا وَلَا تُنَفِّرُوا

ترجمہ: آسانی پیدا کرو، مشکل میں نہ پھنساؤ۔ خوش رکھو اور تنفر نہ کرو۔

حضرت ابو ہریرہ ؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک اعرابی مسجد نبوی میں قضائے حاجت کے لیے بیٹھ گیا، صحابہ کرام بھی اسے پکڑنے لگے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا:

فَإِنَّمَا بُعِثْتُمْ مُيَسِّرِينَ، وَلَمْ تُبْعَثُوا مُعَسِّرِينَ

ترجمہ: تمہیں آسانی پیدا کرنے والا بنایا گیا ہے، نہ کہ تنگیاں اور مشکلیں پیدا کرنے والا۔

جو دین آقا ﷺ نے امت کو عطا کیا اور جس کے حاملین جماعت صحابہ کو بنایا، انہیں دین کا آسانی پر مبنی فہم بھی عطا کیا۔ حضور ﷺ کے اس فرمان سے بھی صاف عیاں ہو رہا ہے کہ آپ ﷺ نے دین کا جو فہم و تصور دیا، وہ وسعت، لچک، نرمی اور آسانی پر مبنی تھا اور یہی وہ بنیادی عناصر ہیں جو بدلتے ہوئے احوال و واقعات کے تناظر میں شرعی احکام میں رعایت اور تبدیلی کے متقاضی ہیں۔

## سوال نمبر 6:۔ تغیر حکم کے قرآنی نظائر کی کتنی صورتیں بیان کی گئی ہیں؟

تغیر حکم کے قرآنی نظائر کی درج ذیل صورتیں بیان کی گئی ہیں:

1. استثنائی و اضطراری حالت۔
2. دوران جنگ خوف کے باعث نماز کے طریقے میں تبدیلی۔
3. تحقیق مناط کے اصول کے تحت تعین حکم کے پیمانے مختلف ہو جاتے ہیں۔

## سوال نمبر 7:۔ کیا استثنائی و اضطراری حالت میں تغیر حکم ہوا؟

قرآن مجید میں اللہ رب العزت نے دین اسلام میں موجود وسعت، آسانی اور لچک کے پہلو کو اس حد تک بیان کیا ہے کہ کلیتاً حرام کردہ اشیاء کے شرعی حکم میں بھی احوال و واقعات کے تناظر میں رعایت و تبدیلی کی اجازت دی ہے۔ سورۃ البقرۃ کی آیت نمبر ۱۷۳ میں ارشاد باری

تعالیٰ ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللَّهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَلَا إِثْمَ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ: اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو حرام کیا ہے، مگر جو شخص سخت مجبور ہو جائے، نہ تو نافرمانی کرنے والا ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا تو اس پر زندگی بچانے کی حد تک کھا لینے میں کوئی گناہ نہیں بے شک اللہ نہایت بخشنے والا مہربان ہے۔

سورۃ النحل کی آیت نمبر ۱۱۵ میں ارشاد ہوتا ہے:

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَلَا عَادٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَّحِيمٌ

ترجمہ: اس نے تم پر صرف مردار اور خون اور خنزیر کا گوشت اور وہ (جانور) جس پر ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو، حرام کیا ہے، پھر جو شخص حالت اضطرار (یعنی انتہائی مجبوری کی حالت میں ہو، نہ (طلب لذت میں احکام الٰہی سے سرکشی کرنے والا ہو اور نہ (مجبوری کی حد سے تجاوز کرنے والا ہو، تو بے شک اللہ بڑا بخشنے والا نہایت مہربان ہے۔

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے چار چیزوں یعنی مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کے نام پر ذبح کردہ جانور کی حرمت بیان کی ہے۔ ان سے بڑھ کر کائنات میں کوئی چیز حرام اور ناپسندیدہ نہیں ہو سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے ان حرام اشیاء کا حکم بیان کرنے کے ساتھ ہی اضطراری حالت میں ان اشیاء کا استثنائی حکم بھی بیان کر دیا تاکہ مجبور و بے بس کے لیے آسانی کا پہلو قائم رہے اور اگر کسی کو جان کا خطرہ ہو تو ان حرام اشیاء کو بھی حسب ضرورت استعمال میں لا سکے۔ اس سے ہمیں قرآن کی قانون سازی کی حکمت کا اندازہ ہوتا ہے۔

## سوال نمبر 8:۔ دوران جنگ خوف کے باعث نماز کے طریقے میں تبدیلی سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

دین اسلام میں نماز ادا کرنے کا ایک مخصوص طریقہ بیان کر دیا گیا ہے مگر جب حالات امن سے جنگ میں تبدیل ہو جائیں تو ایسی صورت حال میں اللہ رب العزت نے نماز کا طریقہ یکسر تبدیل فرما دیا۔ سورۃ النساء کی آیت نمبر ۱۰۲ میں ارشاد ہوتا ہے:

وَإِذَا كُنتَ فِيهِمْ فَأَقَمْتَ لَهُمُ الصَّلَاةَ فَلْتَقُمْ طَائِفَةٌ مِّنْهُم مَّعَكَ وَلْيَأْخُذُوا أَسْلِحَتَهُمْ فَإِذَا سَجَدُوا فَلْيَكُونُوا مِن وَرَائِكُمْ وَلْتَأْتِ طَائِفَةٌ أُخْرَىٰ لَمْ يُصَلُّوا فَلْيُصَلُّوا مَعَكَ وَلْيَأْخُذُوا حِذْرَهُمْ وَأَسْلِحَتَهُمْ وَدَّ الَّذِينَ كَفَرُوا لَوْ تَغْفُلُونَ عَنْ أَسْلِحَتِكُمْ وَأَمْتِعَتِكُمْ فَيَمِيلُونَ عَلَيْكُم مَّيْلَةً وَاحِدَةً وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ إِن كَانَ بِكُمْ أَذًى مِّن مَّطَرٍ أَوْ كُنتُم مَّرْضَىٰ أَن تَضَعُوا أَسْلِحَتَكُمْ وَخُذُوا حِذْرَكُمْ إِنَّ اللَّهَ أَعَدَّ لِلْكَافِرِينَ عَذَابًا مُّهِينًا

ترجمہ: اور (اے محبوب) جب آپ ان (مجاہدوں) میں تشریف فرما ہوں تو ان کے لیے نماز کی جماعت) قائم کریں پس ان میں سے ایک جماعت کو (پہلے) آپ کے ساتھ (اقتدءً) کھڑا ہونا چاہیے اور انہیں اپنے ہتھیار بھی لیے رہنا چاہئیں، پھر جب وہ سجدہ کر چکیں تو (ہٹ کر) تم لوگوں کے پیچھے ہو جائیں اور (اب) دوسری جماعت کو جنہوں نے (ابھی) نماز نہیں پڑھی آ جانا چاہیے پھر وہ آپ کے ساتھ (مقتدی بن کر) نماز پڑھیں اور چاہیے کہ وہ بھی بدستور اپنے اسباب حفاظت اور اپنے ہتھیار لیے رہیں، کافر چاہتے ہیں کہ کہیں تم اپنے ہتھیاروں اور اپنے اسباب سے غافل ہو جاؤ تو وہ

تم پر دفعتاً حملہ کر دیں،اور تم پر کچھ مضائقہ نہیں کہ اگر تمہیں بارش کی وجہ سے کوئی تکلیف ہو یا بیمار ہو تو اپنے ہتھیار اُتار کر رکھ دو،اور اپنا سامان حفاظت لیے رہو۔بے شک اللہ نے کافروں کے لیے ذلت انگیز عذاب تیار کر رکھا ہے۔

اس آیت مبارکہ میں صلوۃ الخوف کی ادائیگی کا ایسا طریقہ بیان فرمایا گیا ہے کہ اس طریق پر عام حالات میں نماز کی ادائیگی تو دور کی بات ایسا عمل کرنے سے نماز سرے سے ہوتی ہی نہیں۔نماز کے لیے قبلہ رخ ہونا لازمی ہے مگر صلوۃ الخوف کی ادائیگی کے دوران قبلہ کی طرف رخ برقرار ہی نہیں رکھا جا رہا بلکہ دشمن کی وجہ سے قبلہ کی طرف سے بھی رخ بار بار پھیرا جا رہا ہے۔اسی طرح نماز میں قیام فرض ہے مگر یہاں تو بھاگ دوڑ ہو رہی ہے،نماز بھی پڑھی جا رہی ہے اور ہتھیار اٹھا کر دشمن کا مقابلہ بھی کیا جا رہا ہے۔اس ساری صورت حال سے اندازہ ہوتا ہے کہ دین اسلام مجبوری کی حالت میں احکام کی تنفیذ میں کتنا بامروت اور ملنسار ہے اور تغیر حالات میں کتنی لچک دیتا ہے اور مجبوریوں میں کس طرح تعاون کرتا ہے۔

## سوال نمبر9:۔ تحقیق مناط کے اصول کے تحت تعیین حکم کے پیمانے مختلف ہو جاتے ہیں سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

قرآن مجید کی آیات مبارکہ سے تغیر احکام کی ایک مثال تحقیق مناط کے اصول کے تناظر میں بھی ہے۔مناط 'اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کوئی چیز لٹکائی جائے۔رسی کو ستون سے باندھنے کو نَطَتُ الحَبْلَ بِالوَتَدِ کہتے ہیں۔معلوم ہوا کہ ''مناط علت وجہ یا سبب) کو کہتے ہیں۔مجتہد،قاضی یا یا. مفتی کے لیے اس کے لیے اس بات کا جاننا انتہائی ضروری ہے کہ حکم کی علت کیا ہے اور یہ کہاں اور اور کن صورتوں میں پائی جاتی ہے؟شریعت کے احکام،مصلحت اور علت پر قائم کیے گئے ہیں۔ہر حکم کی ایک علت ہوئی ہے جس کی بنیاد ایک مصلحت ہوتی ہے۔جب تک وہ مصلحت قائم رہتی ہے تو علم بھی قائم رہتا ہے۔جب وہ مصلحت۔جس پر حکم قائم تھا۔بدل جاتی ہے تو حکم بھی بدل جاتا ہے۔گویا جو حکم کسی علت و مصلحت پر قائم ہو،اس مصلحت و علت کے بدلنے سے وہ حکم بھی بدل جاتا ہے۔اس پر انسانی زندگی کی فلاح کا دار و مدار ہے۔

تحقیق مناط کے اصول کو مندرجہ ذیل امثلہ سے سمجھنے میں آسانی ہو گی:

اللہ تعالی نے دو عادل افراد کو گواہ بنانے کا حکم دیا ہے۔جیسا کہ ارشاد ہوتا ہے:

وَأَشْهِدُوا ذَوَىْ عَدْلٍ مِنكُمْ (اور اپنوں میں سے دو عادل افراد کو گواہ بنالو)۔

اسی طرح فرمانِ الہی ہے:

وَلَا تَقْرَبُوا مَالَ الْيَتِيمِ إِلَّا بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ

ترجمہ:اور تم یتیم کے مال کے قریب تک نہ جاؤ مگر ایسے طریقہ سے جو(یتیم کے لیے)بہتر ہو۔

اب اس مالِ یتیم کے خرچ میں بھی غور و فکر کی کافی گنجائش موجود ہے۔'اچھے ماہے طریقے سے یتیم کا مال کسی کے سپرد کرنے کا فیصلہ کہ آیا وہ طریقہ اچھا ہے یا نہیں، یہ بھی حالات پر منحصر ہے۔دل سے فتویٰ لینے اور کسی کام پر دل کے اطمینان کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ اگر ہم کسی ایسے سفر میں یا ایسی جگہ پر ہیں جہاں قبلہ کی سمت معلوم کرنا مشکل ہے،تو وہاں دل کا فتویٰ ہو گا۔غور و فکر کے بعد دل جس طرف جم جائے،اُسی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیں،اگرچہ حقیقت میں وہ قبلہ کی سمت نہ بھی ہو مگر دل کی طمانیت کے ساتھ نماز کی یہ ادائیگی درست ہو گی۔

## سوال نمبر10:۔ تغیر احکام کے احادیثی نظائر کی کتنی صورتیں بیان کی گئی ہیں؟

تغیر احکام کے احادیثی نظائر کی درج ذیل صورتیں بیان کی گئی ہیں:

1. افضل ترین عمل کے استفسار پر حضور کے مختلف جوابات
2. قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ محفوظ رکھنے کی ممانعت اور بدلے ہوئے حالات میں اجازت۔
3. بکری کے چھ ماہ کے بچے کی قربانی کی اجازت۔
4. حضور نے مفلس کے لیے محض قران کی تعلیم کو حق مہر مقرر فرمادیا ۔
5. مردوں کو جلد کی بیماری کے باعث ریشم پہننے کی خصوصی اجازت۔
6. مجبوری کی حالت میں مردار اونٹنی کا گوشت کھانے کی اجازت۔
7. روزے کے کفارے میں تبدیلی ۔
8. ایک نو مسلم کے لیے استثناءً صرف دو نمازیں پڑھنے کی خصوصی رعایت
9. مسافر کے لیے موزوں پر مسح کی مدت میں توسیع۔
10. دوران سفر ہاتھ نہ کاٹنے کا حکم سفر کی مشکلات کے باعث حد ساقط کردی گئی۔

## سوال نمبر 11:۔افضل ترین عمل کے استفسار پر حضور کے مختلف جوابات سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

حضور نبی اکرم ﷺ سے مختلف اوقات میں سب سے افضل اور اعلیٰ عمل کے بارے میں دریافت کیا جاتا رہا ہے۔ کبھی آپ ﷺ بغیر سوال کے از خود ہی بعض امور کے بارے میں آگاہ فرمادیا کرتے تھے، مگر سائلین کو مختلف حالات، طبائع اور ضروریات کے اعتبار سے آپ ﷺ نے مختلف جوابات دیے ہیں۔ اگر ہم ان سب سے علی الاطلاق ایک دلیل یا ایک حکم اخذ کرنے لگیں تو یہ امر کسی عمل کو سب پر فضیلت دینے میں تضاد اور تناقض کا باعث بن جائے گا۔اس کی چند مثالیں حسب ذیل ہیں:

ایک مرتبہ آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ یارسول اللہ! سب سے افضل عمل کون سا ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا:

إِيمَانٌ بِاللّٰهِ وَرَسُولِهِ (اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول پر ایمان لانا)۔

پھر کہا گیا:اس کے بعد سب سے افضل عمل کون سا ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا:

جِهَادٌ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ (اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد)

پھر کہا گیا:اس کے بعد کون سا عمل افضل ترین ہے؟آپ ﷺ نے فرمایا:

حَجٌّ مَبْرُورٌ (حج مبرور (مقبول حج)۔

اسی طرح ایک اور موقع پر آپ ﷺ سے پوچھا گیا:

أَيُّ الْعَمَلِ أَحَبُّ إِلَى اللّٰهِ؟ قَالَ: «الصَّلَاةُ عَلَى وَقْتِهَا». قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «بِرُّ الْوَالِدَيْنِ»، قَالَ: ثُمَّ أَيٌّ؟ قَالَ: «الْجِهَادُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ

ترجمہ: اللہ تعالیٰ کو کون سا عمل سب سے زیادہ پسند ہے؟آپ کو نے فرمایا: وقت پر نماز پڑھنا۔راوی کہتے ہیں کہ صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود نے دوبارہ عرض کیا: پھر کون سا (عمل افضل ہے)؟آپ ﷺ نے فرمایا: والدین سے حسن سلوک کرنا۔اُنہوں نے عرض کیا: پھر کون سا (عمل بہترین ہے؟)آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی راہ میں جہاد کرنا۔

اسی طرح کی ایک مثال یہ بھی ہے کہ حضور نبی اکرم نے حضرت انس کے لیے دعا فرمائی:

اللَّهُمَّ ، أَكْثِرْ مَالَهُ وَوَلَدَهُ(اے اللہ! اس کے مال اور اولاد میں کثرت عطا فرما)۔

لیکن جب حضرت ثعلبہ بن حاطب مجھے نے کثرتِ مال کی دعا کے لیے عرض کیا تو آپ ﷺ نے اُنہیں فرمایا:

قَلِيلٌ تُؤَدِّي شُكْرَهُ خَيْرٌ مِنْ كَثِيرٍ لَا تُطِيقُهُ

ترجمہ: تھوڑے مال پر قناعت کر کیوں کہ تھوڑا مال جس کا تو شکر ادا کر سکے، اُس کثیر مال سے بہتر ہے جس کے شکر کی تو طاقت نہ رکھتا ہو۔

## سوال نمبر 12:۔ قربانی کے گوشت کو تین دن سے زیادہ محفوظ رکھنے کی ممانعت اور بدلے ہوئے حالات میں اجازت سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

بدلے ہوئے حالات کے تناظر میں احکام کی تبدیلی کی حدیث مصطفی ﷺ سے دوسری مثال قربانی کے گوشت کے محفوظ کرنے کے حوالے سے ہے۔ حضرت نبیشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے:

إِنَّا كُنَّا نَهَيْنَا كُمْ عَنْ لُحُومِهَا أَنْ تَأْكُلُوهَا فَوْقَ ثَلَاثٍ لِكَيْ تَسَعَكُمْ ، فَقَدْ جَاءَ اللهُ بِالسَّعَةِ ، فَكُلُوا وَ ادَّخِرُوا وَ اتَّجِرُوا أَلَا ! وَإِنَّ هَذِهِ الْأَيَّامَ أَيَّامُ أَكْلٍ وَشُرْبٍ وَذِكْرِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ

ترجمہ: بے شک میں نے تمہیں اپنی قربانیوں کا گوشت تین دن سے زیادہ جمع کر کے رکھنے اور تین دن کے بعد جمع شدہ گوشت کو کھانے سے منع کر رکھا تھا تا کہ زیادہ سے زیادہ آدمیوں میں تقسیم ہو جائے۔ اب اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو رزق میں فراخی عطا فرما دی ہے، لہذا اب کھاؤ، اپنی ضرورت کے لیے جمع بھی کر کے رکھو اور ثواب بھی کماؤ۔ آگاہ رہو! (عید الاضحیٰ اور ایام تشریق کے) یہ دن کھانے پینے اور ذکر الٰہی کے ہیں۔

## سوال نمبر 13:۔ بکری کے چھ ماہ کے بچے کی قربانی کی اجازت سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں:

ذَبَحَ أَبُو بُرْدَةَ قَبْلَ الصَّلَاةِ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ : «أَبْدِلْهَا» . قَالَ: ۔لَيْسَ عِنْدِي إِلَّا جَذَعَةٌ قَالَ: اجْعَلْهَا مَكَانَهَا وَلَنْ تَجْزِيَ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ

ترجمہ: حضرت ابو بردہ نے عید الاضحی کی نماز سے پہلے قربانی کر لی، جس پر حضور نبی اکرم ﷺ نے ان سے فرمایا: اس کے بدلے دوسری قربانی کرو کیونکہ قربانی نماز عید سے پہلے شرعاً نہیں ہو سکتی)۔ وہ عرض گزار ہوئے: یا رسول اللہ! میرے پاس تو اب صرف چھ مہینے کا بکری کا ایک بچہ ہے، اس کے علاوہ کچھ نہیں۔۔۔۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کی جگہ اسی کی قربانی دے دو لیکن تمہارے بعد کسی اور کے لیے ایسا کرنا جائز نہ ہو گا، (یہ اجازت صرف تمہارے مخصوص حالات کی وجہ سے ہے)۔

## سوال نمبر 14:۔ حضور نے مفلس کے لیے محض قرآن کی تعلیم کو حق مہر مقرر فرما دیا سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

حضرت سہل بن سعد روایت بیان کرتے ہیں:

أَتَتِ النَّبِيَّ امْرَأَةٌ فَقَالَتْ: إِنَّهَا قَدْ وَهَبَتْ نَفْسَهَا لِلَّهِ وَلِرَسُولِهِ. فَقَالَ: «مَا لِي فِي النِّسَاءِ مِنْ حَاجَةٍ». فَقَالَ رَجُلٌ: زَوِّجْنِيهَا. قَالَ: «أَعْطِهَا ثَوْبًا». قَالَ: لاَ أَجِدُ. قَالَ: «أَعْطِهَا وَلَوْ خَاتَمًا مِنْ حَدِيدٍ». فَاعْتَلَّ لَهُ، فَقَالَ: «مَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ؟» قَالَ: كَذَا وَكَذَا. قَالَ: «فَقَدْ زَوَّجْتُكَهَا بِمَا مَعَكَ مِنَ الْقُرْآنِ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَفِي رِوَايَةٍ لِأَبِي دَاوُدَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ: فَقُمْ، فَعَلِّمْهَا عِشْرِينَ آيَةً وَهِيَ امْرَأَتُكَ

ترجمہ: حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں ایک عورت حاضر ہو کر کہنے لگی: یا رسول اللہ! بے شک میں خود کو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے لیے ہبہ کرتی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: مجھے عورتوں کی حاجت نہیں۔ ایک شخص نے عرض کیا: (یا رسول اللہ!) اس کا نکاح میرے ساتھ فرما دیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تم اسے مہر کے طور پر کپڑے دو۔ اُس نے عرض کیا: میرے پاس تو کچھ نہیں ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اسے مہر کے طور پر کچھ نہ کچھ ضرور دو، خواہ وہ لوہے کی انگوٹھی ہی کیوں نہ ہو۔ اسنے مفلسی کے باعث) اس سے بھی معذوری ظاہر کر دی۔ تب آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: تمہیں قرآن کا کچھ حصہ زبانی یاد ہے؟ وہ عرض گزار ہوا: یا رسول اللہ! مجھے فلاں فلاں سورتیں آتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: اچھا میں نے تمہارے قرآن مجید کے حفظ کے عوض اس کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیا ہے (یعنی تم بطورِ مہر اسے قرآن مجید پڑھنا سکھا دو) یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

امام ابو داود کی روایت میں ہے: آپ ﷺ نے فرمایا: چلو، اسے بیس آیات (بطور مہر) سکھا دینا، یہ آج سے تمہاری بیوی ہے۔

## سوال نمبر 15:۔ مردوں کو جلد کی بیماری کے باعث ریشم پہننے کی خصوصی اجازت سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

حضرت انس ﷺ سے مروی ہے:

إِنَّ عَبْدَ الرَّحْمَنِ بْنَ عَوْفٍ وَالزُّبَيْرَ شَكَوَا إِلَى النَّبِيِّ لاَ يَعْنِي الْقَمْلَ فَأَرْخَصَ لَهُمَا فِي الْحَرِيرِ فَرَأَيْتُهُ عَلَيْهِمَا فِي غَزَاةٍ

ترجمہ: حضرت عبد الرحمن بن عوف اور حضرت زبیر نے بارگاہ نبوت میں جوؤں کی شکایت کی، جس پر آپ ﷺ نے دونوں کو ریشمی کپڑا پہننے کی اجازت عطا فرما دی حالانکہ عام مسلمان مردوں کے لیے ریشم پہننا حرام کر دیا گیا تھا)۔ پھر میں نے ایک غزوہ میں ان دونوں حضرات کو ریشمی کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تھا۔

## سوال نمبر 16:۔ مجبوری کی حالت میں مردار اونٹنی کا گوشت کھانے کی اجازت سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

ایک روایت میں حضرت جابرؓ بیان کرتے ہیں:

مَاتَتْ نَاقَةٌ بِالْحَرَّةِ إِلَى جَنْبِهَا أَهْلُ بَيْتٍ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ مُحْتَاجُونَ، فَرَخَّصَ لَهُمُ النَّبِيُّ فِي أَكْلِهَا، فَكَانُوا يَأْكُلُونَ مِنْهَا شِتَاءَهُمْ فَأَذَابُوهُ

ترجمہ: حرہ کے مقام پر ایک اونٹنی مر گئی، اس کے قریب ہی قبیلہ بنو سلیم کے ایک گھر والے تھے۔ وہ لوگ بہت زیادہ محتاج تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے انہیں اس (مردار اونٹنی) کا گوشت کھانے کی خصوصی اجازت عطا فرما دی پس وہ سردیوں کا تمام موسم اس سے کھاتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے اسے ختم کر دیا۔

## سوال نمبر 17:۔ روزے کے کفارے میں تبدیلی سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

حضرت ابو ہریرہ روایت بیان کرتے ہیں:

بَيْنَمَا نَحْنُ جُلُوسٌ عِنْدَ النَّبِيِّ إِذْ جَاءَهُ رَجُلٌ فَقَالَ: يَا رَسُوْلَ اللهِ، هَلَكْتُ. قَالَ: «مَا لَكَ؟ قَالَ: وَقَعْتُ عَلَى امْرَأَتِي وَأَنَا صَائِمٌ. فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ: هَلْ تَجِدُ رَقَبَةً تُعْتِقُهَا؟ قَالَ: لَا. قَالَ: «فَهَلْ تَسْتَطِيعُ أَنْ تَصُوْمَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ؟ قَالَ: لَا، فَقَالَ: فَهَلْ تَجِدُ إِطْعَامَ سِتِّينَ مِسْكِينًا؟ قَالَ: لَا. قَالَ: فَمَكَثَ النَّبِيُّ فَبَيْنَا نَحْنُ عَلَى ذَلِكَ أُتِيَ النَّبِيُّ ﷺ بِعَرَقٍ فِيهَا تَمْرٌ وَالْعَرَقُ الْمِكْتَلُ- قَالَ: «أَيْنَ السَّائِلُ؟ فَقَالَ: أَنَا. قَالَ: «خُذْ هَذَا فَتَصَدَّقْ بِهِ». فَقَالَ الرَّجُلُ: أَعَلَى أَفْقَرَ مِنِّي يَا رَسُوْلَ اللهِ، فَوَاللهِ، مَا بَيْنَ لَابَتَيْهَا، يُرِيدُ الْحَرَّتَيْنِ، أَهْلُ بَيْتٍ أَفْقَرُ مِنْ أَهْلِ بَيْتِي. فَضَحِكَ النَّبِيُّ حَتَّى بَدَتْ أَنْيَابُهُ، ثُمَّ قَالَ: «أَطْعِمْهُ أَهْلَكَ». مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ.

وَقَالَ أَبُو دَاوُدَ: زَادَ الزُّهْرِيُّ: وَإِنَّمَا كَانَ هَذَا رُخْصَةً لَهُ خَاصَّةً فَلَوْ أَنَّ رَجُلًا فَعَلَ ذَلِكَ الْيَوْمَ لَمْ يَكُنْ لَهُ بُدٌّ مِنَ التَّكْفِيرِ

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے: ہم حضور نبی اکرم ﷺ کی بارگاہِ اقدس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ ایک آدمی نے آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا: یا رسول اللہ! میں ہلاک ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں کیا ہوا ہے؟ اس نے عرض کیا: میں روزے کی حالت میں اپنی بیوی سے صحبت کر بیٹھا ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے پاس (بطور کفارہ) آزاد کرنے کے لیے ایک گردن (یعنی غلام) ہے؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم دو مہینوں کے متواتر روزے رکھ سکتے ہو؟ وہ عرض گزار ہوا: نہیں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تم ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتے ہو؟ اس نے عرض کیا: نہیں۔ پس حضور نبی اکرم ﷺ کچھ دیر خاموش ہو رہے۔ (راوی بیان کرتے ہیں کہ) ہم ابھی وہیں موجود تھے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں ایک بڑا برتن پیش کیا گیا جس میں کھجوریں تھیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: وہ سائل کہاں ہے؟ وہ عرض گزار ہوا: میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ کھجوریں لے جاؤ اور انہیں غریبوں اور فقیروں میں خیرات کر دو۔ اس نے عرض کیا: یا رسول اللہ! کیا اپنے سے (بھی) زیادہ فقیر پر؟ خدا کی قسم! ان دونوں سنگلاخ میدانوں کے درمیان (یعنی مدینہ منورہ کی وادی میں کوئی گھر ایسا نہیں جو میرے گھر سے زیادہ فقیر ہو۔ آپ ﷺ یہ سن کر مسکرا دیے، یہاں تک کہ پچھلے دانت مبارک ظاہر ہو گئے۔ پھر آپ ﷺ نے اس سے فرمایا: جاؤ اپنے گھر والوں کو ہی کھلا دو (تمہارا کفارہ ادا ہو جائے گا)۔ یہ حدیث متفق علیہ ہے۔

امام ابوداود نے فرمایا: امام زہری نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے: یہ رخصت حضور نبی اکرم ﷺ کی طرف سے) اُس آدمی کے لیے خاص تھی۔ اگر آج کوئی شخص اس طرح روزہ توڑے گا تو اس کے لیے (شرعی) کفارہ ادا کرنے کے سوا کوئی چارہ نہ ہو گا۔

## سوال نمبر 18:۔ ایک نو مسلم کے لیے استثناءً صرف دو نمازیں پڑھنے کی خصوصی رعایت سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

حضرت نصر بن عاصم ایک صحابی سے روایت کرتے ہیں:

إِنَّهُ أَتَى النَّبِيَّ فَأَسْلَمَ عَلَى أَنَّهُ لَا يُصَلِّي إِلَّا صَلَاتَيْنِ، فَقَبِلَ ذَلِكَ مِنْهُ

ترجمہ: وہ حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور اس بات کی خصوصی اجازت ملنے پر اسلام قبول کیا کہ وہ صرف دو نمازیں پڑھیں گے۔ آپ ﷺ نے انہیں خصوصی رعایت دیتے ہوئے) ان کی یہ شرط قبول فرمالی تاکہ وہ ایک بار داخل اسلام ہو اور کفر و شرک سے نکل جائیں)۔

## سوال نمبر 19:۔ مسافر کے لیے موزوں پر مسح کی مدت میں توسیع سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

حضرت خزیمہ بن ثابت بیان کرتے ہیں:

جَعَلَ رَسُولُ اللّٰهِ لِلْمُسَافِرِ ثَلَاثًا وَلَوْ مَضَى السَّائِلُ عَلَى مَسْأَلَتِهِ لَجَعَلَهَا خَمْسًا

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ نے مسافر کے لیے موزوں پر مسح کی مدت کے لیے) تین روز مقرر فرمائے ہیں، اور اگر وہ سائل (اپنی مجبوری کے حوالے سے درخواست کرتا رہتا تو شاید آپ ﷺ پانچ روز تک کی توسیع فرما دیتے۔

## سوال نمبر20:۔ دوران سفر ہاتھ نہ کاٹنے کا حکم (سفر کی مشکلات کے باعث حد ساقط کر دی گئی) سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

اسلام میں چوری کی سزا قطع ید ہے۔ سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر ۳۸ میں ارشاد باری تعالی ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا

ترجمہ: اور چوری کرنے والا (مرد) اور چوری کرنے والی (عورت) سو (تمام تر ضروری عدالتی کارروائی کے بعد) دونوں کے ہاتھ کاٹ دو۔

جنادہ بن ابی امیہ کا بیان ہے کہ وہ حضرت بسر بن ارطاۃ مجھے کے ساتھ سمندری سفر کر رہے تھے۔ ان کی خدمت میں مصدر نامی چور پیش کیا گیا جس نے اونٹ چرایا تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

لَا تُقْطَعُ الْأَيْدِي فِي السَّفَرِ (سفر میں ہاتھ نہیں کاٹا جاتا)۔

حضرت بسر بن ارطاۃ فرماتے ہیں:

وَلَوْلَا ذَٰلِكَ لَقَطَعْتُهُ (اگر یہ فرمان رسول ﷺ نہ ہوتا تو میں ضرور اس کا ہاتھ کاٹ دیتا)۔

قرآن میں قطع ید کا قطعی حکم موجود ہے مگر کیوں کہ سفر میں حالات بدل جاتے ہیں اس لیے ہاتھ کاٹنے کی حد مؤخر کر دی۔

## سوال نمبر21:۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے ان مثالوں میں اصل حکم کے برعکس حکم صادر فرمانے کی کیا وجہ ہے؟

مذکورہ امثال سے یہ مراد نہ لیا جائے کہ یہ تو حضور نبی اکرم کے تشریعی خصائص ہیں لہذا ہم تو اس طرح کی تبدیلی کا قطعا کوئی حق نہیں رکھتے خواہ حالات کیسے بھی ہوں یہ بات حقیقت ہے کہ جو شان اپ کی ہے وہ قیامت تک کسی کی نہیں ہو سکتی مگر ہم ان احادیث مبارکہ سے قانون اور اصول اخذ کر رہے ہیں کہ وہ کون سی حکمت تھی کہ جس کے پیش نظر آپ نے احکام شرع میں اتنی لچک دکھائی کہ اصل حکم کے بالکل برعکس حکم بھی صادر فرما دیا گیا۔ مثلا:

i. رسول اللہ نے مختلف سائلین کے جواب میں مختلف اعمال کو افضل قرار دیا۔

ii. اسی طرح اگر کسی میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان میں کمزوری تھی تو اس کے لیے ایمان کو اصل قرار دیا۔

iii. اگر کسی میں جہاد کا جذبہ کم پایا تو اسے جہاد کی ترغیب کے لیے جہاد افضل قرار دیا۔

iv. کسی میں نماز کی پابندی نہیں تھی تو اس کے لیے نماز افضل عمل قرار پائی۔

v. اگر کوئی والدین کا ادب نہیں کرنا جانتا تو اس کے لیے والدین کا ادب افضل قرار دیا۔

vi. اسی طرح کسی کے حال کے مطابق اس کے مال میں برکت کی دعا دے دی۔

vii. اور کسی کے حال کے مطابق فرما دیا کہ بس اتنا کافی ہے۔

viii. کسی کا حال دیکھا کہ وہ قربانی کا جانور نہیں خرید سکتا ہے تو اس کے چھ ماہ کے بکری کے بچے کی قربانی بھی جائز قرار دے دی ۔

ix. مرد کے لیے ریشم حرام ہے مگر کسی کو حالات و ظروف کی تبدیلی کے پیشِ نظر ریشم پہننے کی اجازت دے دی ۔

گویا کہ جس میں جس عمل کی کمی دیکھی یا اس کے لیے جو مناسب جانا وہی عمل اس کے لیے افضل قرار دے دیا۔ سائل کا جو حال ہوتا آپ ﷺ اسی حال کے مطابق جواب عطا فرماتے۔ گویا جیسے سائلین کے احوال بدل رہے تھے ویسے ہی حکم شرعی میں بھی تغیر و تبدل ہو رہا تھا حضور کا خاصہ ہونے کے باوجود ان امثلہ سے ہمیں یہ قاعدہ و اصول ملتا ہے کہ جیسے جیسے احوال بدلتے ہیں ویسے ویسے حکم بھی بدل جاتا ہے۔

## سوال نمبر 22:۔ عہد فاروقی میں تغیر احکام کے خصوصی نظائر کی کتنی صورتیں بیان کی گئی ہیں؟

1. چور کی غربت و مفلسی کے پیش نظر قطع ید کی سزا معطل اور اس کے مالک کو دوگنا قیمت ادا کرنے کا حکم۔
2. زمانہ قحط میں قطع ید کی سزا معطل کر دی گئی ۔
3. کتابیہ عورت سے حکمتاً نکاح کی ممانعت۔
4. مجرم کے لیے شہر بدری کے حکم کی منسوخی۔
5. ایک ہی مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک کے بجائے تین طلاق شمار کیا گیا جبکہ عہد نبوی اور عہد صدیقی میں ایک ہی شمار ہوتی تھی ۔
6. کرپشن کے مجرم کے لیے تعزیر دی جانے والی سزا میں اضافہ۔
7. خون بہا ء کی ذمہ داری قبیلے سے حکومت کی طرف منتقل کر دی گئی۔
8. شفافیت کے لیے اعلی حکومتی اہلکاروں کے گھروں کی وقتاً فوقتاً ہنگامی تلاشی کا حکم۔
9. حضرت عمر کا قرآن کے بیان کردہ آٹھ مصارف زکوۃ میں سے تالیف قلب کی شق کو معطل کر دینا۔

## سوال نمبر 23:۔ چور کی غربت و مفلسی کے پیش نظر قطع ید کی سزا معطل مالک کا دوگنا قیمت ادا کرنے سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

اگرچہ اسلام میں چوری کی سزا قطع ید ہے مگر حضرت عمر فاروق ہم نے ایک موقع پر بھوک اور افلاس کی وجہ سے چوری کرنے والے غلام کا ہاتھ کاٹنے کے بجائے اس کے مالک کو دوگنا قیمت ادا کرنے کا حکم دیا۔ واقعہ کی تفصیلات کچھ یوں ہیں:

حاطب بن ابی بلتعہ کے غلاموں نے قبیلہ مزنیہ کے ایک شخص کی اونٹنی چرالی۔ ان غلاموں کو جب حضرت عمر ﷺ کے پاس لایا گیا تو انہوں نے چوری کا اقرار کر لیا جس پر حضرت عمر نے کثیر بن صلت کو حکم دیا کہ ان غلاموں کے ہاتھ کاٹ ڈالو۔ کثیر جب حکم کی تعمیل کے لیے غلاموں کے پاس گئے تو آپ نے ان غلاموں کو واپس بلا لیا اور ان کے مالکان سے فرمایا:

لَوْلَا إِنِّي أَظُنُّ أَنَّكُمْ تُجِيعُونَهُمْ حَتَّى أَنَّ أَحَدَهُمْ أَتَى مَا حَرَّمَ اللّٰهُ لَقَطَعْتُ أَيْدِيَهُمْ

ترجمہ: اگر مجھے یہ معلوم نہ ہوتا کہ تم لوگ غلاموں (سے خوب کام لیتے ہو اور ان) کو بھوکا رکھتے ہو یہاں تک کہ ان میں سے کوئی ( بہ امر مجبوری) اللہ تعالیٰ کے حرام کردہ امر کا ارتکاب کر بیٹھتا ہے، تو میں یقیناً ان کے ہاتھ کاٹ ڈالتا۔ ( یوں حضرت عمر نے ان سے حد ساقط کر دی)۔

اس کے بعد حضرت عمر نے قبیلہ مزنیہ کے ایک شخص سے فرمایا کہ اونٹنی کی قیمت کیا ہو گی؟ انہوں نے جواب دیا: چار سو درہم۔ آپ نے چوری کرنے والوں کے قطع ید کے بجائے ان غلاموں کے مالک حاطب کو آٹھ سو درہم جرمانہ ادا کرنے کا حکم فرمادیا۔

## سوال نمبر 24:۔ زمانہ قحط میں قطع ید کی سزا معطل کر دی گئی سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

سیدنا عمر بن خطاب کے دور میں ایک مرتبہ قحط پڑا تو انہوں نے ہاتھ کاٹنے کی حد کو ساقط فرمادیا تھا۔ انہوں نے ارشاد فرمایا:

لَا قَطعَ فِي عَامِ سَنَةٍ (زمانہ قحط میں قطع ید کی حد جاری نہیں ہو گی (البتہ جج چاہے تو تعزیراً خفیف سزا ہو سکتی ہے)۔

## سوال نمبر 25:۔ کتابیہ عورت سے حکمتاً نکاح کی ممانعت سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

حضرت عمر فاروق نے سیاست شرعیہ کی حکمت کے تحت کتابیہ عورت سے نکاح کی ممانعت کر دی۔ اس مسئلہ کی تفصیل بیان کرتے ہوئے امام ابو بکر الجصاص (م ۳۷۰ھ) نے یہ واقعہ نقل کیا ہے:

حضرت حذیفہ نے ایک یہودیہ سے نکاح کر لیا، جب اس کی اطلاع حضرت عمر مجھ کو ہوئی تو انہوں نے حضرت حذیفہ کو اس سے علیحد گی کا حکم دے دیا۔ حضرت حذیفہ نے لکھا کہ کیا وہ حرام ہے؟ اس پر حضرت عمر فاروق نے جواب دیا کہ میں حرام تو نہیں کہتا لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ تم لوگ بدکار عورتوں کے جال میں پھنس جاؤ گے۔

## سوال نمبر 26:۔ مجرم کے لیے شہر بدری کے حکم کی منسوخی سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

حضور نبی اکرم ﷺ نے غیر شادی شدہ بدکار کے لیے سو کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کا حکم دیا تھا۔ صحیح البخاری کی کتاب المحاربین میں ہے کہ:

ایک شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں بدکاری کے مرتکب اپنے بیٹے کا معاملہ لے کر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یارسول اللہ ہمارے درمیان کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ فرمائیں۔ آپ نے اس کے بیٹے کی سزا سناتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَعَلَى ابْنِكَ جَلْدُ مِائَةٍ وَتَغْرِيبُ عَامٍ (تیرے بیٹے کو سو کوڑے لگائے جائیں گے، نیز ایک سال کے لیے جلاوطن کیا جائے گا)۔

سیدنا عمر فاروق نے اپنے زمانہ میں جلاوطنی کی سزا کو ختم کر دیا۔ جلاوطنی کے حکم کے معطل کیے جانے کی تفصیل کو امام نسائی (م ۳۰۳ھ) نے اپنی کتاب السنن میں روایت کیا ہے۔ حضرت سعید بن المسیب بیان کرتے ہیں:

غَرَّبَ عُمَرُ رَبِيعَةَ بْنَ أُمَيَّةَ فِي الْخَمْرِ إِلَى خَيْبَرَ، فَلَحِقَ بِهِرَقْلَ فَتَنَصَّرَ، فَقَالَ عُمَرُ: لَا أُغَرِّبُ بَعْدَهُ مُسْلِمًا

ترجمہ: حضرت عمر فاروق نے ربیعہ بن امیہ کو شراب پینے کی وجہ سے خیبر کی طرف ملک بدر کر دیا۔ وہ بادشاہ روم ہرقل کے پاس چلا گیا اور عیسائی ہو گیا۔ حضرت عمر نے فرمایا: آج کے بعد میں کسی مسلمان کو جلاوطن نہیں کروں گا۔

یوں حضرت عمر فاروق نے اس حکم نبوی کی تنفیذ کو بدلے ہوئے حالات اور نئی آبادیوں کے مختلف اثرات کے باعث حکمتاً معطل کر دیا تھا۔

## سوال نمبر 27:۔ ایک ہی مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک کی بجائے تین طلاقیں شمار کیا جانا سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

اگر شوہر اپنی بیوی کو ایک ہی نشست میں تین بار طلاق دے دیتا تو عہد نبوی عہد صدیقی اور اوائل عہد فاروقی میں وہ ایک ہی طلاق شمار ہوتی تھی۔ حضرت عبداللہ بن عباس روایت بیان کرتے ہیں:

كَانَ الطَّلَاقُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ وَأَبِي بَكْرٍ وَسَنَتَيْنِ مِنْ خِلَافَةِ عُمَرَ طَلَاقُ الثَّلَاثِ وَاحِدَةً. فَقَالَ عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ إِنَّ النَّاسَ قَدِ اسْتَعْجَلُوا فِي أَمْرٍ قَدْ كَانَتْ لَهُمْ فِيهِ أَنَاةٌ. فَلَوْ أَنْضَيْنَاهُ عَلَيْهِمْ. فَأَمْضَاهُ عَلَيْهِمْ

ترجمہ: رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس، حضرت ابو بکر صدیق کے دورِ خلافت اور حضرت عمر کی خلافت کے ابتدائی دو سالوں میں جو شخص بیک وقت (ایک مجلس میں ) تین طلاقیں دے دیتا تو اُسے ایک ہی طلاق شمار کیا جاتا تھا۔ بعد ازاں حضرت عمر نے فرمایا: لوگوں نے تین بار طلاق دینے کے حق کو استعمال کرنے میں عجلت شروع کر دی ہے، جس میں ان کے لیے مہلت دی گئی تھی۔ لہذا اگر ہم بیک وقت دی گئی تین طلاقوں کو تین ہی کے طور پر نافذ کر دیں تو بہتر ہو گا۔ شاید لوگ اس کے نقصان کے باعث احتیاط کرنے لگیں۔ پھر آپ نے تین طلاقوں کے حکم کو نافذ کر دیا۔

جب حضرت عمر بن الخطاب نے دیکھا کہ بکثرت طلاقیں دی جانے لگی ہیں تو انہوں نے روک تھام کے لیے مروجہ حکم میں یہ تبدیلی کی۔ لیکن بعض فقہاء نے اپنے زمانے کے حالات کے اعتبار سے پہلے اصول ہی کو برقرار رکھنے کو ترجیح دی اور ایک مجلس میں دی گئی تین طلاقوں کو ایک طلاق ہی شمار کیا۔ اسی سے شرعی قانون میں وسعت اور لچک کا اندازہ ہوتا ہے۔

## سوال نمبر 28:۔ کرپشن کے مجرم کے لیے تعزیراً دی جانے والی سزا میں اضافہ سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

حدیث مبارکہ کی رو سے کسی جرم میں تعزیراً 10 کوڑوں سے زیادہ سزا نہیں دی جاسکتی سوائے ان سزاؤں کے جو شریعت نے مقرر کر رکھی ہیں حضرت ابو بردہ روایت کرتے ہیں:

كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقُولُ: «لَا يُجْلَدُ فَوْقَ عَشْرِ جَلَدَاتٍ إِلَّا فِي حَدٍّ مِنْ حُدُودِ اللهِ

ترجمہ: حضور نبی اکرم ﷺ فرمایا کرتے تھے: کسی کو سزا میں دس سے زیادہ کوڑے نہ مارے جائیں سوائے شرعی حدود میں سے کسی حد کے۔

حضرت عمر بن الخطاب ﷺ نے اس صریح حکم کے باوجود اپنے دورِ خلافت میں اس شخص کو ایک سو کوڑوں کی سزا دی تھی جس نے بیت المال کی جعلی مہر بنائی تھی۔

## سوال نمبر 29:۔ خون بہا کی ذمہ داری قبیلے سے حکومت کی طرف منتقل کر دی گئی سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

عہد نبوی میں خون بہا کی ادائیگی قاتل کے قبیلے پر لازم تھی لیکن حضرت عمر بن الخطاب کے دور خلافت میں یہ طریقہ بدل گیا کیونکہ انہوں نے پولیس اور فوج سمیت دیگر سرکاری محکمے قائم کر کے ان کے مصارف و اخراجات میں قبائل اور عوام کو شریک کر لیا تھا اس لیے حضرت عمر فاروق نے سوسائٹی کے بدلے ہوئے اقتصادی اور مالیاتی ڈھانچے کے باعث مقتول کا خون بہا قاتل کے قبیلے سے ساقط کر دیا اور حکومت کے ذمہ ڈال دیا۔

## سوال نمبر 30:۔ شفافیت کے لیے اعلی حکومتی اہلکاروں کے گھروں کی وقتاً فوقتاً ہنگامی تلاشی کا حکم سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

جب اسلامی سلطنت میں خوش حالی کا دور آیا تو حضرت عمر بن الخطاب نے شفافیت کو برقرار رکھنے اور کرپشن کے ممکنہ خطرات کو روکنے کے لیے اعلیٰ ترین حکومتی نمائندوں اور فوجی قائدین کے اثاثہ جات کی چیکنگ کا عمل شروع کروایا، چھاپہ مار ٹیمیں تشکیل دیں اور خود بھی ان کے گھروں پر چھاپے مارے۔ ان معروف حکومتی اہل کاروں اور قائدین میں سے چند ایک یہ ہیں جن کے گھروں پر چھاپے مارے گئے:

1. یزید بن ابی سفیان
2. حضرت عمر بن العاص

3. حضرت ابو موسیٰ الاشعری
4. حضرت ابو درداء
5. حضرت ابو عبیدہ بن الجراح
6. حضرت خالد بن ولید

## سوال نمبر31:۔ مصارف زکوۃ میں سے تالیف قلب کی شک کو معطل کر دینا سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

قران حکیم میں سورۃ توبہ کی آیت نمبر 60 میں زکوۃ وصدقات کے آٹھ مصارف بیان کیے گئے ہیں جن میں ایک **مؤلفة القلوب** ہے۔ **مؤلفة القلوب** کے ضمن میں وہ لوگ آتے تھے جنہیں حضور نبی اکرم ﷺ اس لیے صدقات وخیرات عطا فرمایا کرتے کہ دل جوئی کے ذریعے وہ اسلام کی طرف مائل ہوں اور بعد ازاں اس پر قائم رہیں۔

اس صریح نص کے باوجود حضرت عمر بن الخطاب نے اپنے دورِ خلافت میں **مؤلفة القلوب** کا حصہ معطل کر دیا اور فرمایا کہ یہ وظیفہ حضور نبی اکرم ﷺ اس لیے عطا فرماتے تھے کہ اُس وقت فروغ اسلام کی ضرورت تھی۔ لیکن اب اللہ تعالیٰ نے اسلام کو قوت دی ہے اور اسے ایسی حکمت عملی سے بے نیاز کر دیا ہے۔ اگر تم اسلام پر قائم رہو تو تمہارے لیے بہتر ہے، لیکن ہم معاوضے کے طور پر تمہیں کچھ نہ دیں گے۔ جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے اس سے پھر جائے۔

## سوال نمبر32:۔ تغیر احکام کے دیگر نظائر کی کتنی صورتیں بیان کی گئی ہیں؟

1. حضرت عثمان غنی کا مطلقہ عورت کو اس کے سابقہ شوہر کی وفات اور عدت کے ختم ہونے کے بعد بھی اس کے وراثت میں سے حصہ دینا۔
2. حضرت عمر بن عبدالعزیز نے مخفی محرکات کے باعث عام تحائف کو بھی رشوت قرار دے دیا۔
3. تعلیم قران پر اجرت لینے کی ممانعت بعد ازاں حلت کا فتوی۔

## سوال نمبر33:۔ مطلقہ عورت کو اس کے سابقہ شوہر کی وفات کے بعد بھی اس کی وراثت میں سے حصہ دیا جبکہ عدت پہلے ہی ختم ہو چکی تھی سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

امام محمد بن حسن الشیبانی **تَغَيرُ الْأَحْكَامِ بِتَغَيرِ الظُّرُوفِ وَالْأَحْوَالِ** پر دلیل دیتے ہوئے حضرت طلحہ کی روایت بیان کرتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں:

عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَوْفٍ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ وَهُوَ مَرِيضٌ، فَوَرَّثَهَا عُثْمَانُ مِنْهُ بَعْدَ مَا انْقَضَتْ عِدَّتُهَا

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عوف نے مرض الموت میں اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ جب سیدنا عثمان غنی کو علم ہوا تو انہوں نے (عبداللہ بن عوف کی مطلقہ بیوی الاسدیہ کی) عدت پوری ہونے کے بعد اس کے لیے وراثت میں سے حصہ جاری کرنے کا حکم صادر فرمایا۔

## سوال نمبر34:۔ مخفی محرکات کے باعث عام تحائف کو بھی رشوت قرار دینا سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

حضور نبی اکرم ﷺ اور خلفائے راشدین کے عہد میں معمول تھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ، حضرت ابو بکر صدیق اور حضرت عمر فاروق کی

خدمت میں جب بھی وفود اور زائرین تحائف اور ہدایا پیش کرتے تو انہیں رد نہیں کیا جاتا تھا۔ جب حضرت عمر بن عبد العزیز کا دور آیا تو انہوں نے لوگوں کی طرف سے ملنے والے تحائف قبول کرنے سے انکار کر دیا اور انہیں اپنے دور کے حالات کے باعث رشوت قرار دے دیا۔

امام بخاری نے الصحیح کے ترجمۃ الباب میں حضرت عمر بن عبد العزیز کا یہ قول نقل کیا ہے:

كَانَتِ الْهَدِيَّةُ فِي زَمَنِ رَسُولِ اللهِ ﷺ هَدِيَّةً وَالْيَوْمَ رِشْوَةٌ

ترجمہ: ہدیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ مبارک میں ہدیہ ہوتا تھا جب کہ آج یہ (مخفی) رشوت بن چکا ہے۔

## سوال نمبر 35:۔ تعلیم قرآن پر اجرت لینے کی ممانعت بعض ازاں حلت کا فتوی سے تغیر حکم کا موقف ثابت کریں۔

اوائل دور اسلام میں سرکاری سطح پر اساتذہ کے بڑے بڑے وظائف مقرر ہوتے تھے اس بناء پر امام ابو حنیفہ اور صاحبین نے نمازوں کی امامت اور قرآن مجید کی تعلیم کا معاوضہ لینے کو ممنوع قرار دیا تھا لیکن جب حکومتوں کی طرف سے اساتذہ کے وظائف بند ہو گئے تو بعد کے آئمہ وفقہاء نے اس قسم کے معاوضے کے جواز کا فتوی صادر کر دیا جو آج تک معمول بہ ہے۔

## نوٹ:۔

مذکورہ بیان کردہ تمام مثالیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ جب کبھی زمانہ اور احوال تبدیل ہوتے ہیں تو اس صورت میں احکام بھی تبدیل ہو جاتے ہیں۔ احکام کا زمانہ اور احوال کے بدلنے کے باعث تبدیل ہو جانا دینِ محمدیہ میں نرمی، وسعت اور آسانی پر دلالت کرتا ہے نیز احکام کے زمانہ اور احوال کے بدلنے سے بدل جانا ایک خود گھڑا فعل نہیں بلکہ یہ تو خود حضور علیہ الصلوۃ والسلام سے منقول ہے اور صحابہ کرام نے بھی اس فعل کی پیروی کرتے ہوئے کئی مقامات پر احوال اور زمانہ کے بدلنے سے احکام کے تبدیل کیا ہے جیسا کہ مذکورہ بیان کردہ مثالوں سے اس کی وضاحت ہوتی ہے۔ لہذا یہ نا ہی کوئی من گھڑت فعل ہے اور نا ہی اس میں کوئی قباحت ہے بلکہ یہ تو سنتِ رسول وصحابہ ہے۔

## سوال نمبر 36:۔ تمام فقہاء کرام نے کس قاعدے کے تحت تغیر احکام کے فتاوی جاری کیے؟

تمام فقہاء کرام نے: لَا يُنْكَرُ تَغَيُّرُ الْأَحْكَامِ بِتَغَيُّرِ الْأَزْمَانِ (زمانہ بدلنے سے احکام کا بدل جانا ایک نا قابل تردید حقیقت ہے) کے قاعدے کے تحت مختلف حالات وواقعات کے تناظر میں احکام کے تبدیل ہو جانے کے فتاویٰ جاری کیے تا کہ مصالحتِ عامہ کا شرعی مقصد فوت نہ ہو جائے۔

# تغیر احکام کے بارے فقہائے حنفیہ کی تصریحات

## سوال نمبر 37:۔ تغیر احکام کے موقف کو امام اعظم ابو حنیفہ نے کس تصریح سے ثابت کیا؟

امام علاؤالدین الکاسانی لکھتے ہیں کہ: امام ابو حنیفہ اپنے دور میں گواہ کے ظاہرا عادل ہونے پر اکتفا کرتے ہوئے مستور الحال یعنی غیر معروف شخص کی گواہی کو جائز قرار دیتے تھے مگر امام ابو یوسف اور امام محمد نے بعد ازاں اس قسم کی گواہی سے منع کر دیا کیونکہ ان کے دور میں لوگوں کے عمومی اخلاقی حالات بدل چکے تھے۔ امام کاسانی بدائع الصنائع میں لکھتے ہیں:

فقہاء کے مابین بیان کردہ اختلاف، اختلاف زمانی ہے نہ کہ حقیقی اختلاف؛ کیوں کہ امام اعظم ابو حنیفہ کا زمانہ خیر وصلاح کا زمانہ تھا اور اس کی وجہ تھی کہ وہ زمانہ تابعین کا تھا، جن کی اچھائی کے بارے میں خود حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گواہی دیتے ہوئے فرمایا تھا: میری امت میں بہترین لوگ

وہ ہیں جو میرے زمانے کے ہیں، پھر وہ جو اس کے بعد کے زمانے کے ہیں اور پھر وہ جو اس کے بعد کے زمانے کے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ان ادوار کے بعد جھوٹ ظاہر ہو گا۔ گویا امام ابو حنیفہ کے دور کے لوگوں میں صالحیت اور راست بازی کا غلبہ تھا، اس لیے اس دور کے لوگوں کے چھپے ہوئے حال

کے بارے میں بالعموم سوال اور تفتیش کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی تھی۔ پھر زمانہ بدل گیا اور صاحبین کے زمانے میں اخلاقی فساد ظاہر ہونے لگا، اس صورت میں بدلے ہوئے حالات کے مطابق گواہوں کی عدالت کے بارے میں چھان بین کے لیے سخت قواعد اپنا لیے گئے۔

## سوال نمبر 38:۔ تغیر احکام کے موقف کو امام القدوری نے کس تصریح سے واضح کیا؟

امام ابو الحسن احمد بن محمد القدوری تغیر الاحکام کے حوالے سے لکھتے ہیں :

اگر کسی ملک یا شہر میں کوئی خاص عادت رائج ہے تو حکم اس معروف عادت کے مطابق ہو گا لیکن جب عادت بدل جائے گی تو حکم بھی تبدیل ہو جائے گا۔

## سوال نمبر 39:۔ تغیر احکام کے موقف کو امام فخر الدین الزیلعی الحنفی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

امام فخر الدین الزیلعی الحنفی اپنی کتاب تبیین الحقائق میں لکھتے ہیں کہ :

زمانہ بدلنے سے احکام کا بدل جانا ایک ناقابل تردید حقیقت ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں مساجد کو مخصوص اوقات میں بند کرنے کا معمول ہے (جبکہ اوائل دور اسلام میں مساجد اللہ تعالی کے گھر اور مسلمانوں کی عبادت گاہیں ہونے کے ناطے ہر وقت کھلی رہتی تھیں)۔

## سوال نمبر 40:۔ تغیر احکام کے موقف کو علامہ بدر الدین عینی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

علامہ بدر الدین العینی الھدایہ کی شرح البنایہ میں لکھتے ہیں:

سفر وہ حالت ہے جس میں احکام تبدیل ہو جاتے ہیں مراد یہ ہے کہ جب انسان سفر کے لیے نکلتا ہے تو بیک وقت مالکان اور احوال تبدیل ہو جاتے ہیں لہذا حالت حضر کے کئی احکام حالت سفر میں برقرار نہیں رہتے جیسا کہ نماز قصر ہو جاتی ہے روزہ افطار کیا جا سکتا ہے اور جمعہ و عیدین کی نمازوں کا وجوب ساقط ہو جاتا ہے۔

## سوال نمبر 41:۔ تغیر احکام کے موقف کو امام ابن نجیم الحنفی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

امام ابن نجیم البحر الرائق شرح کنز الدقائق میں لکھتے ہیں:

احکام عرف پر مبنی ہوتے ہیں ہر علاقے اور ہر زمانے میں اس کے عرف کا اعتبار کیا جاتا ہے (یعنی حالات بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے)

## سوال نمبر 42:۔ تغیر احکام کے موقف کو امام ابن عابدین الشامی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

علامہ ابن عابدین الشامی اپنی معروف کتاب رد المختار میں تغیر الاحکام کے بارے میں لکھتے ہیں :

اگر مجتہد کی زندگی میں عرف بدل جائے تو یہ تبدیلی بذات خود حکم کی تبدیلی کے لیے نص کا کام دیتی ہے۔

ایک مقام پر علامہ ابن عابدین لکھتے ہیں:

بے شک کسی امر مانع کی وجہ سے ہی فتوی جاری کیا جاتا ہے لیکن امر مانع ختم ہو جائے تو حکم بھی بدل جائے گا (یعنی حالات بدل جانے سے حکم بدل جاتا ہے)۔

## سوال نمبر 43:۔ تغیر احکام کے موقف کو الشیخ مصطفیٰ الزرقا الحنفی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

دور جدید کے معروف حنفی فقیہ شیخ مصطفی الزرقاء اپنی کتاب شرح القواعد الفقهیه میں لکھتے ہیں:

زمانوں کے بدلنے سے احکام کے بدلنے کا انکار نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ یہاں زمانوں کے بدلنے سے مراد اہل زمانہ کے عرف و عادت کا بدل جانا ہے۔ جب ان کا عرف و رواج اور عمومی عادت کسی خاص حکم کا تقاضا کرتی تھی تو وہ حکم اس کے مطابق ہوتا تھا۔ جب وہ عرف و عادت کسی مختلف طریقے یا نہج میں بدل گئی تو حکم اسی کی موافقت میں بدل جائے گا جس کی طرف وہ عرف و عادت منتقل ہو گئی ہے۔

## تغیر احکام کے بارے فقہائے مالکیہ کی تصریحات

## سوال نمبر 44:۔ تغیر احکام کے موقف کو امام مالک نے کس تصریح سے واضح کیا؟

امام مالک بن انس نے اپنے فتاوی کی بنیاد اپنے زمانے کے احوال اور عرف پر رکھی جیسا کہ امام قاسم بن عبد اللہ بن الشباط لکھتے ہیں:

امام مالک کا اپنے زمانے کے عرف پر فتوی کی بنیاد رکھنا ظاہر و باہر ہے اور آپ کا یہ قول کہ عرف کے بدلنے سے فتوی اور حکم بدل جاتا ہے بالکل درست ہے۔

## سوال نمبر 45:۔ تغیر احکام کے موقف کو امام ابو عبد اللہ المازری نے کس تصریح سے واضح کیا؟

زمان و مکان اور عادات و احوال کی وجہ سے فتوی کے بدلنے پر امام ابو عبد اللہ المازری المالکی فرماتے ہیں:

اگر مفتی یا قاضی کے پاس (کسی دوسرے علاقے سے) کوئی شخص (طلاق کے باب میں) اس قسم کے کسی لفظ کے حوالے سے فتویٰ پوچھنے یا حکم لینے کے لیے آئے اور مفتی کے علاقے یا ملک میں ان الفاظ کے ساتھ طلاق کو تین طلاقیں سمجھا جاتا ہو۔ یا اس کے علاوہ دیگر ایسے احکام کا معاملہ ہو (جن میں ایک علاقے اور دوسرے علاقے کے حالات میں عرف و عادت کی وجہ سے اختلاف ہو سکتا ہو)۔ الغرض ایسے مسائل کے بارے میں فتویٰ پوچھا جائے تو مفتی (دوسرے علاقے کے سائل کو اپنے علاقے کے حالات کے مطابق فتویٰ نہ دے، بلکہ سائل سے پوچھے کہ وہ کس علاقے یا ملک سے ہے اور پھر اُس علاقے کے حالات و ظروف کے مطابق فتویٰ دے (اگرچہ اس مفتی کے اپنے علاقے کے حالات میں اس مسئلہ کا فتویٰ مختلف ہی کیوں نہ ہو)۔

## سوال نمبر 46:۔ تغیر احکام کے موقف کو امام ابو العباس القرافی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

تغير الاحكام بتغير الظروف والاحوال کی بابت امام ابو العباس بن ادریس القرافی فرماتے ہیں:

جب بھی عرف میں کوئی نئی چیز آئے تو اس کا اعتبار کرو اور جب ختم ہو جائے تو اسے چھوڑ دو ساری عمر کتاب میں لکھی ہوئی سطور میں بند ہو کر نہ رہ جاؤ یعنی اپنے آپ کو عمر بھر کتابوں میں نقل شدہ مسائل تک ہی محدود نہ کیے رکھو (بلکہ زمانے کے بدلتے ہوئے حالات پر خوب نظر رکھ کر علمی تحقیق اور فتاوی کو آگے بڑھاتے رہو)۔

ایک مقام پر امام القرافی لکھتے ہیں:

حق یہی ہے کہ (زمان و مکان اور) عادات واحوال کے بدلنے سے فتاوی اور فیصلہ جات تبدیل ہو جاتے ہیں اور یہ سب کچھ اللہ کے دین کا حصہ ہے۔

## سوال نمبر 47:۔ تغیر احکام کے موقف کو علامہ ابن فرحون المالکی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

علامہ ابن فرحون المالکی اپنی کتاب تبصرۃ الحکام فی اصول الاقضیہ و مناهج الاحکام میں لکھتے ہیں:

(جلب منفعت اور دفع مضرت کے) اس قاعدے پر سب کا اجماع ہے کہ ہر وہ حکم جو کسی زمانے کی خاص عادت اور رواج پر مبنی ہے اس عادت اور رواج کے بدل جانے سے حکم بھی بدل جاتا ہے۔

## سوال نمبر 48:۔ تغیر احکام کے موقف کو امام ابو عبداللہ المواق المالکی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

امام ابو عبداللہ محمد بن یوسف المواق المالکی شرح مختصر خلیل میں لکھتے ہیں:

ہر وہ حکم جو کسی عرف یا عادت کی بنا پر مرتب ہوتا ہے وہ اس عادت کے ختم ہو جانے پر باطل ہو جاتا ہے۔ لہذا یہ طے شدہ اصول ہے کہ جب عادت بدل جائے تو حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔

## سوال نمبر 49:۔ تغیر احکام کے موقف کو علامہ عبدالباقی الزرقانی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

علامہ عبدالباقی بن یوسف بن احمد الزرقانی شرح مختصر خلیل میں لکھتے ہیں:

قاعدہ یہ ہے کہ جب کوئی حکم کسی عادت کے ساتھ خاص ہو گا تو وہ حکم اس عادت کے ختم ہو جانے پر باطل ہو جائے گا اور اگر نئی عادت وقوع پذیر ہو جائے تو اس کے مطابق حکم بھی تبدیل ہو جاتا ہے۔

# تغیر احکام کے بارے فقہائے شافعیہ کی تصریحات

## سوال نمبر 50:۔ تغیر احکام کے موقف کو امام تقی الدین علی بن عبدالکافی السبکی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

امام تقی الدین سبکی اپنے فتاوی میں زمانہ اور حالات و واقعات کے بدلنے سے فتوی تبدیل ہونے کے بارے میں لکھتے ہیں:

ہم یہ نہیں کہتے کہ احکام محض زمانہ بدلنے سے تبدیل ہو جاتے ہیں بلکہ یہ تبدیلی نئی صورت حال پیش آنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جب کسی خاص وصف کے ساتھ کوئی نئی صورت حال درپیش آئے تو اس میں ہمارے فقہاء اور مفتیان کے لیے غور و فکر کرنا ضروری ہو جاتا ہے۔ ایسے بدلے ہوئے حالات میں شریعت بھی نئے حکم کا تقاضا کرتی ہے۔ (اس اصول کو ہمیشہ ملحوظ رکھ کر فیصلے کرنے چاہیں۔)

## سوال نمبر 51:۔ تغیر احکام کے موقف کو امام بدر الدین الزرکشی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

زمانے اور حالات کے بدلنے سے فتوی کے بدل جانے پر امام بدر الدین الزرکشی الشافعی نے بھی درج ذیل اصول رقم کیے ہیں:

ہم یہ نہیں کہتے کہ احکام محض زمانہ بدلنے سے تبدیل ہو جاتے ہیں بلکہ یہ تبدیلی نئی صورتحال پیش آنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔

## سوال نمبر 52:۔ تغیر احکام کے موقف کو امام ابن حجر الہیتمی المکی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

امام ابن حجر الھیتمی المکی تغیر الحکم بتغیر الزمان کے باب میں مختلف مثالیں دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

احکام اہل زمان و مکان کے بدلنے سے بدل جاتے ہیں اور یہ متقدم اور متاخر جملہ علماء کے نزدیک درست اصول ہے۔

## سوال نمبر 53:۔ تغیر احکام کے موقف کو الشیخ محمد وھبۃ الزحیلی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

عصر حاضر کے معروف فقیہ الشیخ محمد وھبۃ الزحیلی الفقه الاسلامی وادلته میں لکھتے ہیں:

زمانہ بدلنے سے احکام کا بدل جانا ایک ناقابل تردید حقیقت ہے۔

## سوال نمبر 54:۔ تغیر احکام کے موقف کو الشیخ محمد مصطفی الزحیلی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

الشیخ محمد مصطفی الزحیلی اپنی کتاب القاعدالفقھیة فی المذاھب الاربعة میں لکھتے ہیں:

احکام میں تبدیلی ان وسائل اور اسالیب میں تبدیلی پر منحصر ہے جو شارع کی غرض و غایت تک پہنچانے والے ہیں، اور بے شک غالب طور پر شریعت اسلامیہ نے ان وسائل اور اسالیب کو محدود نہیں کیا بلکہ انہیں مطلق چھوڑ دیا ہے تا کہ ان میں سے ہر زمانہ میں ایسے وسائل اور اسالیب کو اختیار کیا جاسکے جو دین کے اجتماعی نظم و نسق میں بہتر نتائج پیدا کرنے اور دین متین کو مضبوط تر کرنے کی صلاحیت و قابلیت کے حامل ہوں۔

# تغیر احکام کے بارے فقہائے حنابلہ کی تصریحات

## سوال نمبر 55:۔ تغیر احکام کے موقف کو امام احمد بن حنبل نے کس تصریح سے واضح کیا؟

امام احمد بن حنبل سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ لوگ بھوک سے دوچار ہوں اور کوئی شخص مجبور ہو کر چوری کرے تو کیا اس وقت بھی آپ قطع ید کا حکم دیں گے انہوں نے جواب میں فرمایا :

جب اس کو حاجت مندی مجبور کرے اور لوگ بھوک اور سختی کے دور سے گزر رہے ہوں تو ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (یعنی قطع ید کے قرآنی حکم کا نفاذ معطل ہو جائے گا)۔

## سوال نمبر 56:۔ تغیر احکام کے موقف کو علامہ ابن القیم نے کس تصریح سے واضح کیا؟

علامہ ابن القیم زمان و مکان اور حالات وعادات کے لحاظ سے فتوی میں تبدیلی کے بارے میں لکھتے ہیں:

حق یہی ہے کہ زمان و مکان اور عادات واحوال کے بدلنے سے فتاوی اور فیصلہ جات تبدیل ہو جاتے ہیں اور یہ سب اللہ کے دین کا حصہ ہے۔

## سوال نمبر 57:۔ تغیر احکام کے موقف کو علامہ محمد الشنقیطی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

علامہ محمد شنقیطی ایک فقہی مسئلہ کے ذیل میں لکھتے ہیں:

اصول فقہ کے اس قاعدے کو علمائے کرام نے یہ عنوان دیا ہے بدلے ہوئے احوال و واقعات کے تناظر میں شرعی احکام بدل جاتے ہیں بے شک ایسے امور پیش آجاتے ہیں جو زمانہ بدل جانے کے باعث احکام کے بدل جانے کا تقاضا کرتے ہیں۔

# تغیر احکام کے بارے الفقه العام کی تصریحات

## سوال نمبر 58:۔ تغیر احکام کے موقف کو الموسوعة الفقهية الكويتية نے کس تصریح سے واضح کیا؟

وزارۃ الاوقاف والشؤن الاسلامیہ الکویت کی جانب سے جاری ہونے والی الموسوعة الفقهیه الکویتیة نے تغیر احکام کے ضمن میں بھی یہی لکھا گیا ہے:

اگر مجتہد کی زندگی میں عرف تبدیل ہو جائے تو یہ تبدیلی یقینا حکم کے بدلنے کی نص کہلائے گی۔

## سوال نمبر59:۔ تغیر احکام کے موقف کو مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی نے کس تصریح سے واضح کیا؟

منظمة المؤتمر الاسلامی کے تحت جاری ہونے والے مجلہ مجمع الفقہ الاسلامی میں تغیر الاحکام کے حوالے سے مرقوم ہے:

عرف وہ ہوتا ہے کہ جب وہ تبدیل ہو جائے تو اس کے بدل جانے سے ہر اس شے کا حکم بدل جاتا ہے جس کا مرجع وہی عرف ہوتا ہے۔

## سوال نمبر60:۔ کیا فتوی فکری آزادی کا درس دیتا ہے؟ واضح کریں۔

فتویٰ اور تحقیق میں ہمیشہ بڑوں کے احترام کو ملحوظ رکھیں، ان کی کتب سے سیکھیں، مگر ان کی سطور کے قیدی بن کر نہ رہ جائیں۔ اسلاف کے فتوے ہمیں فکری آزادی کا درس دیتے ہیں۔ اگر وہ سابقین کے فتووں میں قید ہو جاتے تو نہ اس طرح کے فتوے لکھ سکتے اور نہ ہی علم کی نئی دنیا آباد کر سکتے۔ لہٰذا اسلاف کے بنائے ہوئے قواعد سے سیکھیں اور وسعتِ نظری پیدا کریں، کیوں کہ علم وسعت کا نام ہے، تنگی کا نہیں۔ اگر علم زندہ نہ ہو تو نہ درپیش چیلنجز کا مقابلہ کر سکتا ہے اور نہ اس کی ضرورتوں کو پورا کر سکتا ہے اور نہ ہی زمانے کے بدلتے حالات کا کفیل ہو سکتا ہے۔ نئے زمانے کے ساتھ تعلق بھی علم نے جوڑنا ہے۔ وہی علم اس تعلق کو جوڑے گا، جس میں تحریک ہو گا۔ جو پہلے زمانوں کی لکھی ہوئی سطور سے باہر آنے کو تیار نہیں، اسے آنے والا زمانہ قبول کرنے کو تیار نہیں؟

فقہاء جو کچھ لکھتے ہیں حق ہوتا ہے، مگر یاد رکھیں کسی کی کتاب، قول، مذہب یا فتوی قرآن وحدیث کا بدل نہیں ہوتا۔ جب کسی فقیہ کی کتاب، قول، مذہب یا فتوے نکل جائے کو قرآن وحدیث کا درجہ دیں گے تو وہیں سے دین ہمارے ہاتھوں سے گا۔ حسین بن بشار نے امام احمد بن حنبل سے طلاق سے متعلق سوال پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

اگر اس بندے نے ایسا کیا تو وہ حانث (قسم توڑنے والا) ہو جائے گا۔ حسین بن بشار نے ان سے پوچھا! اگر کسی (مفتی) نے مجھے یہ فتوی دیا کہ وہ حانث نہیں ہو گا؟ امام احمد بن حنبل نے فرمایا: رصافہ (بغداد) میں اہل مدینہ کے حلقہ کو جانتے ہو (جہاں مفتیانِ کرام کی ایک جماعت کے بارے میں سنا ہے کہ وہ آسانی پر مبنی فتوی دیتے ہیں)؟

حسین بن بشار نے کہا: اگر انہوں نے مجھے یہ فتویٰ دیا تو کیا میرے لیے اس پر عمل کرنا جائز ہو گا؟ آپ نے فرمایا: ہاں (جائز ہے)۔

یہ واقعہ ذکر کرنے کے بعد ابن قدامہ مقدسی لکھتے ہیں:

**وَهَذَا يَدُلُّ عَلَى التَّخْيِيْرِ بَعْدَ الْفُتْيَا** (اور (ان کا) یہ عمل فتویٰ کے بعد (بھی دوسرے فتویٰ پر عمل کے) اختیار پر دلالت کرتا ہے)۔

## سوال نمبر61:۔ مجتہدین کے کتنے مدارج ہیں؟

یہاں اس اشکال کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ تغیر زمان اور تغیر احوال میں تغیر احکام کا قول کس درجہ کا فقیہ صادر کر سکتا ہے یعنی ایسی صورت میں کس کا فتویٰ یا تحقیق معتبر اور مقبول ہو گی یا کس کی نامقبول؟ اس کے جواب کے لیے مجتہدین کے مدارج ومراتب کا جاننا ضروری ہے۔ علماء کرام نے آئمہ فقہ میں سے مجتہدین کے چار مدارج بیان کیے ہیں:

## 1 : مجتهد في الشرع/ مجتہد مطلق۔

یہ شخصیات وہ ہیں جنہوں نے اجتہاد کے اصول وضع کیے اور پھر ان اصولوں کی روشنی میں اجتہاد کیا۔ مثلاً: امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل۔

## 2 : مجتهد في المذهب: ۔

اس مقام کے حامل وہ آئمہ کرام ہیں جو کسی مذہب کے بانی نہ تھے بلکہ آئمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے شاگرد تھے۔ وہ کئی فروعی مسائل میں اپنے امام سے اختلاف کر کے اجتہاد کی بنا پر مسائل کا استخراج بھی کرتے تھے اور اس اجتہاد کی بنیاد اپنے امام کے وضع کردہ اصولوں کو بناتے تھے۔ مثلاً: امام ابو یوسف، امام زفر، امام محمد، امام مزنی اور اصحابِ احمد بن حنبل وغیرہ۔

## 3 : مجتهد في المسائل: ۔

یہ آئمہ مذہب کے اصول و مبادی میں نہیں بلکہ بعض فروعی مسائل میں امام کے اجتہاد سے اختلاف کرتے ہیں مثلاً: مذہب حنفی میں طحاوی، سرخسی وغیرہ اور مذہب شافعی میں غزالی وغیرہ مجتہد فی المسائل ہیں۔

## 4 : مجتہد مقید: ۔

مجتہد مقید وہ مجتہد ہوتا ہے جو پیش آمدہ مسائل کا استنباط اپنے امام کے اصول و قواعد کے مطابق کرتا ہے۔ مثلا: امام جصاص، امام ابو اللیث سمرقندی ، امام القدوری وغیرہ۔

## سوال نمبر62:۔ مجتہد مقید کی کتنی اقسام ہیں؟

مجتہد معید کی تین اقسام ہیں جو کہ درج ذیل ہیں :

## 1 :اصحابِ تخریج: ۔

اصحاب تخریج وہ فقہاء ہیں جو اصول و فروع میں مقلد ہوتے ہیں۔ ان کے قول پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ جیسے: امام جصاص اور ابو اللیث سمرقندی وغیرہ ۔ اجتهاد في الشرع، اجتہاد فی المذہب اور اجتہاد فی المسائل کے باب میں تو اصحاب تخریج کو مجتہد نہیں مانا جاتا۔ چوں کہ یہ اجتہاد کے اصول و ضوابط اور مسائل کی تحقیق و تفصیل کو خوب جانتے ہیں، اس لیے قول مجمل ہو تو اس کی وجوہ کو جانتے ہیں، محتمل ہو تو اس کے احتمال کو جانتے ہیں اور اس طرح مختلف امثال و نظائر کے ساتھ قیاس کر کے مسائل کی تخریج بھی کرتے ہیں۔

## 2 :اصحابِ ترجیح: ۔

اَصحاب الترجیح کے قول اور فتویٰ پر بھی اعتماد کیا جاتا ہے۔ یہ بھی اصول و فروع میں صاحب المذہب امام کے مقلد ہوتے ہیں۔ کسی ایک مسئلہ پر منقول روایات میں سے کسی ایک کو اپنے صاحب مذہب امام کے اصول و قواعد اور دیگر نظائر کی بنیاد پر ترجیح دیتے ہیں۔ اس طبقہ میں امام ابو الحسن قدوری اور ان جیسے دیگر آئمہ شامل ہیں۔

## 3 :اصحابِ تمیز: ۔

اصحاب تمیز وہ فقہاء ہیں جن کے اندر مختلف اقوال میں امتیاز کرنے کی صلاحیت ہوتی ہے کہ کون سا قول اقویٰ ہے اور کون سا ضعیف، کون سی دلیل قوی ہے اور کون کی ضعیف؟ ان میں اتنا علم، مطالعہ، تحقیق اور صلاحیت ہوتی ہے کہ یہ بآسانی معلوم کر لیتے ہیں کہ ظاہر الروایہ قول کون سا ہے، ظاہر المذہب کون سا ہے اور روایت نادرہ کون سی ہے۔ اس طبقہ میں بڑے بڑے معتبر متون والے لوگ ہیں۔ جیسے: صاحب کنزالدقائق، صاحب در المختار، صاحب الوقایۃ، صاحب شرح الوقایۃ وغیرہ۔

## سوال نمبر 63:۔ اصحابِ ترجیح کن اصطلاحات کے ذریعے رائے قائم کرتے ہیں؟

اصحابِ ترجیح درج ذیل اصطلاحات کے ذریعے رائے قائم کرتے ہیں:

| الفاظ | معانی |
|---|---|
| هَذَا اَصَحُّ | یہ سب سے زیادہ صحیح ہے۔ |
| هَذَا اَوۡسَعُ | یہ سب سے زیادہ وسعت کا حامل ہے۔ |
| هَذَا اَحۡوَطُ | یہ احتیاط کے زیادہ قریب ہے۔ |
| هَذَا اَقۡیَسُ | یہ قیاس کے زیادہ قریب ہے۔ |
| هَذَا اَوۡلٰی | یہ زیادہ بہتر ہے۔ |
| هَذَا اَوۡضَحُ | یہ زیادہ واضح ہے۔ |
| هَذَا اَصَحُّ رِوَایَةً | یہ صحیح ترین روایت ہے۔ |
| هَذَا اَوۡفَقُ لِلۡقِیَاسِ | یہ قیاس سے زیادہ موافق ہے۔ |
| هَذَا اَرۡفَقُ لِلنَّاسِ | یہ انسانوں کے لئے زیادہ نرم اور آسان ہے۔ |

## سوال نمبر 64:۔ مقلد محض سے کون سے مجتہد مراد ہیں؟

مجتہد محض سے مراد (ان) مجتہدین کے بعد مقلدین کا وہ طبقہ ہوتا ہے جو بغیر حجت ملزمہ کے اپنے آئمہ کے مسلک پر چلتے ہیں۔

# تمت بالخیر